خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر !!!

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کا حالیہ دورہ امریکہ و یورپ ہر طبقے میں موضوع سخن بنا ہوا ہے۔ بالخصوص کیمپ ڈیوڈ میں امریکی صدر بش کے ساتھ ملاقات اور اندرون خانہ طے ہونے والے معاہدے اور تین ارب ڈالر کا امدادی پیکج قابل ذکر ہے۔ یہ بات تو اب تواتر کے ساتھ لکھی جا چکی ہے۔ کہ پاکستان امریکہ کیلئے صف اول کا حلیف ہے۔ اور اس نے افغانستان جنگ میں مثالی خدمات پیش کی ہیں۔ اپنے فضائی اڈوں کے علاوہ عسکری تعاون بھی پیش کیا۔ اور کم و بیش دس ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کیا ہے۔ اس کے باوجود عالمی سطح پر پاکستان کا وقار بحال نہ ہوا۔ اور نہ ہی عالمی برادری نے اس کی پذیرائی کی۔ بلکہ اسلامی ممالک میں پاکستان کا وقار مجروح ہوا۔ اور عوام الناس بھی اس کردار کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک موجودہ حکمرانوں نے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ ''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'' کے مصداق گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ امریکہ بہادر نے تو اپنی مطلب برابری کیلئے انہیں استعمال کیا ہے اور آئندہ بھی کرے گا اور معاوضے میں ان کے اقتدار کو سندِ جواز فراہم کر دی ہے۔ ان کے ہر اقدام کو جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ یہ شخصی حکومت امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے۔ لیکن مالی تعاون میں آج تک امریکہ نے صرف زبانی جمع خرچ کیا ہے سابقہ قرضے جو حکمرانوں کے ذاتی مفادات اور عیش و عشرت پر صرف ہوئے ہیں ان میں چھوٹ دے دی ہے۔ یا ان قسطوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی مالی مفاد حاصل نہ کر سکے اور دوسری طرف عوام الناس کے غیض و غضب کا شکار ہوئے۔ لوگوں میں جتنی نفرت موجودہ حکمرانوں کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ شاید سابقہ کسی حکمران کے بارے میں نہ ہو۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جس طرح کچھ عرصے سے موجودہ حکومت اور ان کے ترجمان امریکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بیانات دے رہے ہیں اور اسلام اور اسلام پسند طبقوں کو نشانہ بنا رہے ہیں اور ملکی مفادات پر سودے بازی کر رہے ہیں شخصی اور ذاتی فیصلوں کو زبردستی قوم پر مسلط کر رہے ہیں اس سے یہ اندازہ لگانا ذرا مشکل نہیں کہ یہ سارا کھیل ذاتی مفادات کا ہے۔ محض چند ٹکوں کی خاطر انتہائی گھناؤنے فیصلے کئے جا رہے ہیں خودی اور غیرت کا سودا کیا جا رہا ہے۔ حکمرانوں کے موجودہ عشرت کدے جو کہ دنیا جہاں کی آسائشوں سے مزین ہیں۔ کروڑوں کا سالانہ بجٹ ہے۔ اربوں کے سالانہ صوابدیدی فنڈ ہیں جو قلم کی ایک جنبش سے ان کے تصرف میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان گنت مراعات ہیں ایک ایسی جنت ہے جس کے چھن جانے کا خوف ہر وقت مسلط رہتا ہے چونکہ ان کے نزدیک اقتدار اعلیٰ کا تصرف امریکہ بہادر کی چاپلوسی کا مرہون منت ہے۔ اور جتنی کوئی امریکہ کی خوشامدی کرے گا اتنا زیادہ اس جنت میں رہنے کا حقدار ہوگا لہٰذا یہی وہ سبب ہے جس کے باعث حکمران امریکہ کے ہر جائز و ناجائز مطالبات کو ماننے تسلیم کرنے اور عمل درآمد کیلئے بے چین رہتے ہیں۔ ان کے ایک اشارے پر یہ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

سوچنے اور غور و فکر کرنے کی بات یہ ہے کیا کوئی ادنیٰ مسلمان محض ذاتی راحت و سکون کیلئے ایسا سودا کرے گا۔ چہ جائیکہ ایک صاحب اقتدار مسلمان ہونے کا دعویدار حاکم ایسا کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقتدار عزت و ذلت کا پروانہ دینے کا اختیار صرف اللہ احکم الحاکمین کے پاس ہے۔ قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير ان الله على كل شئى قدير (القرآن)

یہ محض انسان کی بھول ہے کہ شاید یہ مقام و مرتبہ یہ عظمت و رفعت وہ خود حاصل کرے گا اس کیلئے خواہ اسے اپنی خودی ایمان اور غیرت ہی داؤ پر کیوں نہ لگانی پڑے یہ وہ مشکل مقام ہے جہاں انسان کی آزمائش ہوتی ہے اگر وہ دنیاوی مفادات ذاتی عیش و عشرت کو قربان کرے تو وہ ہمیشہ کیلئے راحت پا لیتا ہے۔ لیکن یہ زندگی امیرانہ نہیں ہوگی بلکہ بقول اقبال:

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

پس ذرا صبر و تحمل سے کام لینا ہوگا وقتی مشکلات اور تکالیف کو برداشت کرنا ہوگا۔ اپنی دنیا خود بنانی ہوگی۔ راحت و سکون کے سامان خود حاصل کرنے ہونگے۔ دوسروں کی فراہم کردہ جنت محض عارضی ہے۔ ہر وقت یہ خوف لاحق رہے گا کہ نہ جانے کب اس سے نکل جانے کا حکم مل جائے ایسی جنت سے وہ جھونپڑی اچھی ہے۔ جو ایمان خودی اور غیرت پر تعمیر ہوئی ہو۔

اسلام دین فطرت ہے عقیدہ توحید کے بعد دیگر تہذیبوں کو سب سے

زیادہ جس چیز نے متاثر کیا وہ اس کا فلسفہ حیات ہے۔ عملی اور معقول تصور زندگی یہی وہ نکتہ ہے جس میں آسودہ زندگی کا راز پنہاں ہے۔ تکلفات اور تصنع سے خالی معتدل اور متوازن زندگی جس میں شاہ وگدا ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسلام انسان کی بنیادی ضرورتوں میں مساوات کا داعی ہے بھوک میں کھانا پیاس میں پانی، اور دھوپ میں سایہ حاصل کرنے کا حق سب کو حاصل ہے۔ سادہ اور اسراف سے خالی طرز عمل پسندیدہ قرار پاتا ہے۔ حاکم وقت کو خادم کہا گیا۔ سید القوم خادمھا...... تعلیم حاصل کرنے کیلئے سب کو یکساں مواقع فراہم کرتا ہے معاشرتی زندگی میں عدل وانصاف کا حصول نہایت آسان ہے آزادی فکر وعمل کیلئے کھلا ماحول فراہم کرتا ہے ترقی کے تمام راستے بخوشی فراہم کرتا ہے۔ غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کا مکمل تحفظ کرتا ہے۔ وہ لوگ جو شجر وحجر شمس وقمر، اور آگ وپانی سے خوف زدہ رہتے ہیں توحد کی بدولت حقیقی آزادی سے سرفراز ہوئے۔ اس معقول تصور زندگی سے اسلام کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اس کے گہرے اثرات دیگر اقوام پر بھی پڑے۔ اور انہوں نے بھی حریت فکر وعمل کی جدوجہد شروع کی۔ یہی وہ بات ہے جو غیر مسلم اقوام کے جابر حکمرانوں کو اچھی نہ لگی۔ اور انہوں نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی اور نہایت لغو بے ہودہ الزامات لگائے۔ اس کے نظام عدل و وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دیا۔ عورتوں کے پردے کو دقیانوسی قرار دیا۔ حلال وحرام کی تمیز کو آزادی کے خلاف ضابطہ قرار دیا۔ اس پروپیگنڈے سے بھی جب ان کا مقصد نہ ہوا۔ اور ان کی عوام میں اسلام کے متعلق شعور گہرا ہوا۔ تو انہوں نے بھی مذہب کی آڑ لی۔ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی کوئی تہذیب زوال پذیر ہوئی تو انہوں نے اپنی بقاء کیلئے مذہب کا سہارا لیا ہے۔ ملحد اور بے دین حکمران بھی ایسے وقت میں اپنے مذہبی پیشواؤں کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ صلیبی جنگوں کے آغاز پر ہوا۔

آج بھی اسلام کے خلاف یہی ذہن کارفرما ہے اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم بڑی تیزی سے جاری ہے۔ اب طریقہ کار تبدیل کر دیا گیا ہے ایک طرف ذرائع ابلاغ اسلام کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔ تو دوسری طرف دہشت گردی کا سہارا لیکر اسلام کے خلاف اعلان جنگ کیا ہوا۔ اور ایک ایک کر کے اسلامی ممالک کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اسلامی ضابطوں اور قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کو رجعت پسند اور تخریب کار کا درجہ دیا ہے اور ان کے خلاف الگ سے محاذ کھولا ہوا ہے۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ''کار خیر'' میں اسلامی ممالک کے سربراہان کو بھی شامل کیا ہوا ہے جو شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار بنے ہوئے ہیں۔ اور اپنے اقتدار کی بقاء کی خاطر نہ صرف امریکہ کے ہمنوا ہیں بلکہ اسلام کے خلاف بیان بازی میں بھی سبقت لے جا رہے ہیں۔ اس میں ایسے نابنجار حکمران بھی ہیں جو اپنی عیش پرستی کیلئے اسلام کو بڑی سے بڑی گالی دینے کو تیار ہیں۔ انہیں معلوم ہے اگر انہوں نے اپنے آقاؤں کو خوش نہ کیا تو یہ فرح وسرور، حزن وملال میں بدل جائے گی۔ ان کی نظر میں کل کائنات اقتدار ہے۔ اور اقتدار کا مقصد اعلیٰ دنیا کی تمام آسائشوں کا حصول ہے۔

آج اگر ہم وہی عظمت وشوکت اسلام چاہتے ہیں دوبارہ وہی وقار حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کی پرکشش پیشکشوں کو ٹھکرانا ہوگا۔ کیونکہ دین اسلام کو بچانے کیلئے یہ عارضی آسائشیں چھوڑنا ہونگی۔ اہل مغرب آج اسلام کے نام سے خائف ہے۔ اور اس کی روک تھام کیلئے ہی ڈالروں اور پونڈوں کی چمک دیکھا رہے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دیں کا ہے فقیر و غیور

فقر وغیور ایسی بیش بہا دولت ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آج مغربی دنیا آزادی اور خوشحالی کے پرفریب نعرے لگا کر ہم سے دین کی نعمت چھین رہی ہے۔

دین ہاتھ سے دیکر اگر آزد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا

امریکہ کے دورے پر تین ارب ڈالر کی حقیر پیش کش کو کامیابی و کامرانی کا پیمانہ قرار دینے والوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے۔ کہ وہ اس کے بدلے کیا کیا بیچ آئے ہیں۔ اب ہر طرف سے یہ آوازیں آ رہی ہیں۔ کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کشمیر پر سمجھوتہ ہو رہا ہے ایٹمی پروگرام رول بیک کیا جا رہا ہے۔ دینی مدارس کے نصاب کو امریکہ بہادر کے کہنے پر تبدیل کیا جا رہا ہے۔ مساجد میں قائم مدارس کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اور بیسیوں ایسے خدشات ہیں جن کا چرچا عام ہے۔

میری تمام لیڈروں، افواج پاکستان کے افسران بالا بالخصوص برسر اقتدار طبقہ سے گزارش ہے کہ وہ صلیبی جنگوں کی تاریخ کا از سر نو مطالعہ کریں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ اسلام کے خلاف انہوں نے مذہب کو کیسے استعمال کیا۔ اور اس کی آڑ میں مسلمانوں کے خون کو پانی کی طرح بہایا گیا۔ ان کا اصل چہرہ دیکھنے کی ضرورت ہے جو کہ نہایت بھیانک مکروہ اور خونخوار ہے۔ آج وہی عیسائیت کے علمبردار اسلامی ممالک کے خلاف یلغار کئے ہوئے ہیں۔ اور بعض ناعاقبت اندیش مسلمان سربراہان کو بھی ہمنوا بنائے ہوئے ہیں۔ انہیں ان کی چالاکی اور مکاری کو سمجھنا چاہئے۔ اور ان کی جملہ پرکشش مراعات کو ٹھکرا کر ایمان غیرت اسلام والی زندگی اپنانی چاہئے۔

وما توفیقی الا باللہ